ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.7 No.3 2023

علوم الحدیث میں علم الاسناد(Attribution science)کی عقلی اورروایتی اہمیت:

INTELLECTUAL AND NARRATIONAL IMPORTANCE OF ATTRIBUTION SCIENCE IN NARRATION OF HADITH

[1]*Dr. Muhammad Saeed Ahmad Atif

**Usama Siddiqi

***Dr. Ziaulhaq qamar

Abstract

Islam is a universal religion which Allah SWT has chosen for all humans till the end of times. Allah Himself has taken the responsibility of protecting this religion, and has made some manifest arrangements for its protection. One of these is the chained certification of holy hadiths which is connected to the prophet SAW himself. It is one of Allah's special blessings on this ummah that even the knowledge of the chain of narrators is secure and verifiabl.In the jargon of hadith, sanad or attribution refers to the path leading to the text of hadith i.e. the narrators of hadith. From very beginning, the Muslim has been very cautious about hadith. Hazart Abu Bakar and Hazart Umar RA took special care in this regard. In Hazrat Usman's era, conditions for the narration of hadith were even stricter, and no hadith was accepted without a rigorous authentication. Ensuring high degree of authenticity is highly appreciable and is a token love for the Prophet SAW. It is the way of the companions of Prophet SAW and the virtuous of the early times.In today's age of science and technology, no other nation can claim that they have preserved the sayings of their prophet or leader with such an immaculate degree of authenticity as the Muslim ummah has done. It is a miracle of the Prophet of Islam SAW that all actions, words and manners are verifiably preserved. The knowledge of the attribution of hadith is called a science as no scientific or rational mind can deny it.

سندِ حدیث کی اہمیت:(IMPORTANCE OF CERTIFICATE OF THE HADITH)

اسلام ایک عالمگیر دین ہے، جسے قیامت تک آنے والے انسانوں کے لیے اللہ تعالیٰ نے پسند فرمایا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے خود اس دین متین کی حفاظت کی ذمہ داری لی ہے۔ اوراس کی حفاظت کے کچھ ظاہری اسباب اورذرائع بھی پیدا فرمائے ہیں۔ان ذرائع میں سے ایک ذریعہ احادیث رسول کی مسلسل سند ہے جوروایت کرنے والے سے لے کر خاتم النبیین تک ہو۔ یہ امت پر اللہ تعالیٰ کا خاص کرم ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس امت کو خصوصیت کے ساتھ سند عالی وصف عطافرمایاہے۔نبی کریم ﷺ کی زندگی کے اقوال وافعال واعمال کو محفوظ کرنے کا ایسامستند ویقینی ذریعہ انسانیت کے کسی فرد اور کسی مذہبی شخصیت سے متعلق نہیں۔سلسلہ اسناد کی وجہ سے آپ ﷺ کی زندگی کو عقل تاریخ اور حقائق کی بنیاد پر محفوظ کر دیا گیاہے۔

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.7 No.3 2023

سند کا لغوی معنی: Literal meaning of certificate

علماء لغت نے سند کے متعدد لغوی معنی بیان کیے ہیں:

اَلسَّنَدُ، جمع:اَسْنَادْ: (1)سہارا، سہارے کی چیز۔(2)رسید۔(3)دواوَچر(4)بل۔(5)وثیقہ قرض۔(6)طاقت۔ (7)دستاویز(8)حدیث کے راوی۔(9)پہاڑ کی سامنے والی چوٹی یا دامن کوہ کا بلند حصہ۔[1]

سند کا ذکر جب حدیث کے ذیل میں ہو تو پھر اس کا لغوی معنی "بات جو کہنے والے کی طرف منسوب کرنا" ہوتا ہے۔ لسان العرب میں ہے:والإسنادِ فِي الْحَدِيثِ: رَفْعُه إِلى قَائِلِهِ[2]

سند کی اصطلاحی تعریف: Terminological definition of certificate

سند اور اسناد دونوں الفاظ ہم معنی اور مترادف ہیں۔ الیواقیت والدرر میں ہے:

وَقَالَ ابْن جمَاعَة: المحدثون يستعملون السَّنَد والإسناد لشَيْء وَاحِد.[3]

(ابن جماعہؒ فرماتے ہیں: محدثین کرامؒ سند اور اسناد کو ایک چیز کے لیے استعمال کرتے ہیں)۔

اس وجہ سے سند اور اسناد میں کوئی فرق نہیں، علامہ ابن حجر نے اس کی درج ذیل اصطلاحی تعریفات کیں ہیں:

(الإسناد: حِكَايَة طَرِيق الْمَتْن)[4]

(اصطلاح میں سند کا معنی متن کا راستہ بیان کرنے کے ہیں)

هُوَ الطَّرِيق الموصلة إِلَى الْمَتْن، (سند متن تک پہنچنے والی راستے کو کہا جاتا ہے)۔

سند کی اصطلاحی تعریف میں "طریق" (راستے) کی وضاحت علامہ ابن حجرؒ نے یوں فرمائی ہے:

وَالْمرَاد بِالطَّرِيقِ هُنَا رجال الْإِسْنَاد[5]

(یہاں طریق (راستے) سے مراد سند کے آدمی (یعنی حدیث بیان کرنے والے راوی) ہیں۔

اسی بات کو ایک محقق علوم حدیث اس طرح بیان کرتے ہیں۔

وَمِنَ الْعُلَمَاءِ مَنْ يَرٰى أَنَّ السَّنَدِ هُوَ الْإِخْبَارُ عَنْ طَرِيْقِ الْمَتْنِ، وَبِهٰذَا يَكُوْنُ مُرَادِفًا لِلْإِسْنَادِ الَّذِيْ هُوَ رَفْعُ الْحَدِيْثِ إِلٰى قَائِلِهٖ لِأَنَّ كُلًّا مِنْهَا تَعْرِيْفٌ لِلْمَعْنٰى الْمَصْدَرِيِّ، فَتَرَاهُمْ يَقُوْلُوْنَ : سَنَدُ الْحَدِيْثِ وَإِسْنَادُهٗ وَالْمُرَادُ وَاحِدٌ[6]

(اور علماء میں سے بعض کی رائے یہ ہے کہ سند متن کے پہنچے والے راستے سے خبر داری کا نام ہے، اس صورت میں پھر یہ اس اسناد کی مراد ہو گی جس کی تعریف "حدیث کو اس کے قائل تک پہنچانا ہے" کیونکہ ان میں سے ہر ایک معنی مصدری کی تعریف ہے، لہٰذا آپ علماء کو دیکھیں گے وہ کہتے ہیں: حدیث کی سند اور اس کی اسناد اور اس سے مراد ایک ہی ہوتا ہے۔)

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.7 No.3 2023

سند حدیث پر اقوالِ سلف: The sayings of scholars on the authenticity of hadith

سند کی حفاظت اوراس کی تحقیق اس امت کی بنیادی ذمہ داریوں میں سے ہے اورامت کے ذمے اسناد کی حفاظت فرض کفایہ ہے،یعنی امت میں سے ایک جماعت کاایساہونالازم ہے جواس ذمہ داری کابیڑہ اٹھائے۔اس کے ذریعے ان کادین محفوظ اوراسلام کا قلعہ مضبوط رہے گا۔حضرات محدثینؒ نے اس فرض کوبخوبی نبھایا،اس کے لیے اپنی زندگیاں وقف کردی ہیں۔علامہ ابن حجرؒ فرماتے ہیں:

الف:أن أصل الإِسْنَادِ خصيصة فاضلة من خَصَائِص هٰذِهِ الْأمة، وَسنة بَالِغَة من السّنَن الْمُؤَكّدَة، بل من فروض الْكِفَايَة.[7]

(بے شک اسناد کی اہمیت اس امت کی خصوصیات میں سے اعلی خصوصیت ہے،اور سننِ مؤکدہ میں سے ایک مکمل سنت ہے،بلکہ فرضِ کفایہ میں سے ہے)

اس کی بدولت نبی کی زندگی مستند(Authentic) ہوکر امت کے ہر فرد تک پہنچ جاتی ہے۔(الحمدللہ)

اسی طرح ابوحاتم رازیؒ فرماتے ہیں:

ب: لَمْ يَكُنْ فِي أُمَّةٍ مِنَ الْأُمَمِ مُذْ خَلَقَ اللهُ آدَمَ أُمَّةٌ يَحْفَظُونَ آثَارَ نَبِيِّهِمْ غَيْرَ هٰذِهِ الْأُمَّةِ[8]

(سابقہ امتوں میں سے کوئی امت ایسی نہیں گزری جواپنے نبی کی احادیث کومحفوظ کرتی ہوسوائے اس امت(محمدیہ)کے۔)

اگرحضرات محدثین اس اہم فرض کوپورانہ فرماتے تواسلام دشمن قوتوں کودین میں غلط امورداخل کرنے کاموقع ملتااوراسلام بھی سابقہ ادیان کی طرح تحریفات کاشکارہوجاتا،امام حاکمؒ فرماتے ہیں:

ج: فَلَوْلَا الْإِسْنَادُ وَطَلَبُ هٰذِهِ الطَّائِفَةِ لَهُ وَكَثْرَةُ مُوَاظَبَتِهِمْ عَلٰى حِفْظِهِ لَدَرَسَ مَنَارُ الْإِسْلَامِ، وَلَتَمَكَّنَ أَهْلُ الْإِلْحَادِ وَالْبِدَعِ فِيهِ بِوَضْعِ الْأَحَادِيثِ، وَقَلْبِ الْأَسَانِيدِ، فَإِنَّ الْأَخْبَارَ إِذَا تَعَرَّتْ عَنْ وُجُودِ الْأَسَانِيدِ فِيهَا كَانَتْ بُتْرًا[9]

(اگراسناد اوراس کے لیے اس گروہ(محدثین) کی طلب نہ ہوتی اوراس کی حفاظت کی بہت زیادہ پابندی نہ کرتے تواسلام کی عظمت کامینار گرجاتاہے۔اوراہل بدعت اور ملحدین کے لیے اس میں احادیث گھڑنااوراسناد کاالٹ پلٹنا ممکن ہوجاتا،کیونکہ احادیث جب اسناد کی وجود سے خالی ہوجائیں تویہ ناقص ہوجاتی ہیں)

سند اور متن حدیث کاباہمی تعلق (Interrelationship between hadith text and sanan)

حدیث نبوی کے دوحصے ہوتے ہیں ایک میں صحابی حضور ختم المرسلین ﷺ سے روایت کرتے ہیں اور یہ سلسلہ کسی معروف محدث پر ختم ہوجاتاہے،اسے سند کہاجاتاہے،دوسرا حصہ متن ہے جس میں سید البشر کاقول یاعمل مبارک بیان کیاجاتاہے۔

متن کی لغوی تعریف: Literal definition of text

حدیث کادوسرا حصہ متن ہوتاہے۔علماء لغت نے اس کے متعدد لفظی معنی بیان کیے ہیں، متعلقات کی وجہ سے اس کے معنی بدل جاتے ہیں،جیسے:المتن: (1)کمر،پیٹھ(2)دوستونوں کے درمیان کاحصہ۔ج:متان ومتون۔متن الارض:زمین کاابھراہواسخت حصہ۔متن السیف: تلوارکاچوڑا حصہ۔متن الطریق:وسطِ راہ۔

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.7 No.3 2023

متن الکتاب:کتاب کی اصل(بلاشرح)عبارت،جس پر حاشیہ چڑھایا جاتا ہے یا اس کی شرح لکھی جاتی ہے۔[10]

متنِ حدیث کی اصطلاحی تعریف: Terminological definition of hadith text

محدثین کی اصطلاح میں متن اس کلام (بات) کو کہا جاتا ہے جس کی طرف سند پہنچتی ہے[11]، حافظ ابن حجر فرماتے ہیں:والمتن: هُوَ غَايَةُ مَا يَنْتَهِي إِلَيْهِ الْإِسْنَادُ من الْكَلَامِ[12]

(متن کلام کا وہ آخری حصہ ہے جہاں سند ختم ہو جاتی ہے)۔

سند اور متن میں فرق کی ایک مثال:

An example of the difference between a Certificate and a text

درج ذیل حدیث میں قتیبہ بن سعید سے لے کر رسول اللہ ﷺ تک رویانِ حدیث کا یہ سلسلہ سند کہلاتا ہے،اور إِنَّمَا الأَعْمَالُ سے لے کر إِلَى مَا هَاجَرَ إِلَيْهِ تک کی عبارت یہ متن کہلاتا ہے۔

سند: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الوَهَّابِ، قَالَ: سَمِعْتُ يَحْيَى بْنَ سَعِيدٍ، يَقُولُ: أَخْبَرَنِي مُحَمَّدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، أَنَّهُ سَمِعَ عَلْقَمَةَ بْنَ وَقَّاصٍ اللَّيْثِيَّ، يَقُولُ: سَمِعْتُ عُمَرَ بْنَ الخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، يَقُولُ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ:

(ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے عبدالوہاب نے بیان کیا، انہوں نے کہا میں نے یحیٰ بن سعید سے سنا، انہوں نے کہ کہ مجھ سے محمد بن ابراہیم نے بیان کیا، انہوں نے علقمہ بن وقاص لیثی سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ میں نے عمر بن خطابؓ سے سنا انہوں نے بیان کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے سنا)

متن: «إِنَّمَا الأَعْمَالُ بِالنِّيَّةِ، وَإِنَّمَا لِامْرِئٍ مَا نَوَى، فَمَنْ كَانَتْ هِجْرَتُهُ إِلَى اللَّهِ وَرَسُولِهِ، فَهِجْرَتُهُ إِلَى اللَّهِ وَرَسُولِهِ ، وَمَنْ كَانَتْ هِجْرَتُهُ إِلَى دُنْيَا يُصِيبُهَا أَوِ امْرَأَةٍ يَتَزَوَّجُهَا، فَهِجْرَتُهُ إِلَى مَا هَاجَرَ إِلَيْهِ»[13]

(بلاشبہ عمل کا دارومدار نیت پر ہے اور انسان کو وہی ملے گا جس کی وہ نیت کرے گا پس جس کی ہجرت اللہ اور اس کے رسول کے لیے ہو گی تو واقعی وہ انہیں کے لیے ہو گی اور جس کی ہجرت دنیا حاصل کرنے کے لیے یا کسی عوت سے شادی کرنے کے لیے ہو گی تو اس کی ہجرت اسی کے لیے ہو گی جس کے لیے اس نے ہجرت کی۔)

سندِ حدیث کی ضرورت واہمیت:

The Importance and Necessity of the Certificate of Hadith

رسول اللہ ﷺ اللہ تعالیٰ کی طرف سے پوری انسانیت کے لیے بشیر ونذیر بنا کر بھیجے گئے۔پوری عالم کے لیے آپ ﷺ کی زندگی اسوۂ حسنہ ہے ، آپ ﷺ کی سنت، اقوال اور افعال امت کے لیے مشعل راہ ہیں۔آپ ﷺ کی احادیث اور آپ کی سیرت کو امت تک پہنچانا ضروری ہے۔امت تک احادیث پہنچانے کا باوثوق ذریعہ درست اور مستند سند ہے۔حضرت ابو سعید سمعانیؒ(م:562ھ)فرماتے ہیں:

وَأَلْفَاظُ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ لَا بُدَّ لَهَا مِنَ النَّقْلِ وَلَا تُعْرَفُ صِحَّتُهَاإِلَّا بِالإِسْنَادِ الصَّحِيحِ وَالصِّحَّةُ فِي الإِسْنَادِ لَا تُعْرَفُ إِلَّا بِرِوَايَةِ الثِّقَةِ عَنِ الثِّقَةِ وَالْعَدْلِ عَنِ الْعَدْلِ[14]

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.7 No.3 2023

(رسول اللہ ﷺ کے الفاظ کو آگے منتقل کرنا ضروری ہے، اوراس کی صحت صرف صحیح سند سے پہچانی جاتی ہے۔اور سند کی صحت صرف باوثوق لوگوں کا باوثوق لوگوں اور عادل لوگوں کا عادل لوگوں سے روایت کرنے سے ہی پہچانی جاتی ہے۔)

1-سند واسطہ وذریعہ ہے:Certificate is a link and a source

سند احادیث رسول کے امت تک پہنچانے کے لیے ایک واسطہ،زینہ اور سیڑھی ہے جس کے بغیر حدیث تک پہنچنا مشکل بلکہ ناممکن ہے۔اس وجہ سے سند کی اہمیت دین میں بہت زیادہ ہے،دین کا دارومدار سند پر ہے،اگر سند نہ ہوتی تو دین میں تحریف کا دروازہ کھلتا۔عبداللہ بن مبارکؒ فرماتے ہیں:

" الْإِسْنَادُ مِنَ الدِّينِ، وَلَوْلَا الْإِسْنَادُ لَقَالَ: مَنْ شَاءَ مَا شَاءَ "[15]

(اسناد دین کا حصہ ہیں،اور اگر اسناد نہ ہوتیں تو جس کی جی میں جو آتا وہ کہتا پھرتا)

2-سند طالبِ حدیث کا اسلحہ ہے:Sanad is the weapon of the student of hadith

حضرت سفیان ثوریؒ نے سند کی اہمیت بیان کرتے ہوئے اسے مومن کا ہتھیار قرار دیا ہے،جس طرح ہتھیار کے بغیر کوئی لڑ نہیں سکتا ہے،اسی طرح سند کے بغیر حدیث کی روایت نہیں ہوسکتی ہے،سفیان ثوریؒ فرماتے ہیں:

الإِسْنَادُ سِلاحُ الْمُؤْمِنِ إِذَا لَمْ يَكُنْ مَعَهُ سِلاحٌ فَبِأَيِّ شَيْءٍ يُقَاتِلُ[16]

(اسناد مؤمن کا ہتھیار ہے،جب اس کے پاس ہتھیار نہ ہو تو کس چیز کے ذریعے لڑے گا)

3-سند کے بغیر حدیث ناقابلِ قبول ہے:A hadith without evidence is not acceptable

سلف صالحین کا طریقہ رہا ہے کہ وہ سند کے بغیر حدیث کو قبول نہیں کرتے تھے،اور اگر کوئی بغیر سند حدیث سناتا تھا تو اس پر سخت نکیر کرتے تھے۔اس کی ایک مثال درج ہے:

عتبہ ابن ابی حکیمؒ کہتے ہیں کہ میں ایک دفعہ اسحاق بن ابی فروہؒ کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا اوران کے پاس زہریؒ بھی تشریف فرما تھے۔ابن ابی فروہؒ نے بغیر سند کے احادیث بیان کرنی شروع کرکے قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ،(رسول اللہ ﷺ نے فرمایا،رسول اللہ ﷺ نے فرمایا)کہتے جاتے تھے۔توامام زہریؒ نے انہیں ڈانٹ کر کہا:

«قَاتَلَكَ اللَّهُ يَا ابْنَ أَبِي فَرْوَةَ مَا أَجْرَأَكَ عَلَى اللهِ لَا تُسْنِدُ حَدِيثَكَ؟ تُحَدِّثُنَا بِأَحَادِيثَ لَيْسَ لَهَا خُطُمٌ، وَلَا أَزِمَّةٌ»[17]

(اے ابن ابی فروہ!اللہ تعالیٰ تجھے ہلاک کردے،تو اللہ تعالیٰ پر کتنا جری ہوا ہے کہ تو اپنی حدیث کی سند بیان نہیں کرتا؟ تو ہمیں ایسی احادیث سناتا ہے جس کی کوئی لگام نہیں۔)

4-سند حدیث میں تحقیق:Research in the evidence of hadith

شریعت اسلامیہ نے کسی بھی خبر یا سنی سنائی بات پر عمل کرنے اوراس کو پھیلانے سے منع فرمایا ہے۔اوراس کی مناسب تحقیق کا حکم دیا ہے۔عمل سے پہلے یا آگے پہنچانے سے پہلے اس کی تحقیق ضروری ہے،اس خبر کو لانے والے کی حالات کا جائزہ لینے اور خبر کی چھان بین کے بعد اگر وہ معتمد،باوثوق اور سچا آدمی ہو اور خبر صحیح اور درست ثابت ہو تو پھر اس پر عمل کرسکتے ہیں۔قرآن کریم میں ارشاد ہے:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنْ جَاءَكُمْ فَاسِقٌ بِنَبَإٍ فَتَبَيَّنُوا أَنْ تُصِيبُوا قَوْمًا بِجَهَالَةٍ فَتُصْبِحُوا عَلَى مَا فَعَلْتُمْ نَادِمِينَ[18]

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.7 No.3 2023

(اے ایمان والو! اگر کوئی فاسق تمہارے پاس کوئی خبر لے کر آئے، تو اچھی طرح تحقیق کر لیا کرو، کہیں ایسا نہ ہو کہ تم نادانی سے کچھ لوگوں کو نقصان پہنچا بیٹھو، اور پھر اپنے کیے پر پچھتاؤ۔)

محض سنی سنائی بات کو بغیر تحقیق کے آگے پھیلانا درست نہیں، بغیر تحقیق کے بات پھیلانا آدمی کے جھوٹے ہونے کے لیے کافی ہے، رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

«كَفٰى بِالْمَرْءِ إِثْمًا أَنْ يُحَدِّثَ بِكُلِّ مَا سَمِعَ»[19]

(آدمی کے گناہگار (جھوٹے) ہونے کے لیے یہ کافی ہے کہ وہ ہر سنی سنائی بات بیان کریں)۔

5-اہم علمی نکتہ: Important knowledge point

احادیث رسول کا معاملہ اور بھی نازک ہے اس پر دین کا دارومدار ہے۔ احادیث مبارکہ اور شریعت کے اس دوسرے ماخذ کا ہم تک پہنچے واحد ذریعہ سند ہے۔ رسول اللہ ﷺ کے ارشادات، اقوالِ صحابہؓ، قرآن وحدیث کی تشریحات کی صحت اور ضعف کا دارومدار سند پر ہے۔ **رسول اللہ ﷺ کا کوئی قول بذاتِ خود ضعیف یا کمزور نہیں ہو سکتا ہے، سند کی صحت اور ضعف کی وجہ سے اس میں صحت یا ضعف آجاتا ہے،** حضرت شعبہؒ فرماتے ہیں: إِنَّمَا يُعْلَمُ صِحَّةُ الْحَدِيثِ بِصِحَّةِ الْإِسْنَادِ[20] (بے شک حدیث کی صحت اس کی سند کی صحت پر موقوف ہے)

سندِ حدیث ثقہ علماء سے لیں: Take the trust of hadith from the scholars

اس وجہ سے احادیث رسول کی سند کی تحقیق اور چھان بین نہایت ضروری ہے۔ سند ان اشخاص کے مجموعے کو کہا جاتا ہے جو احادیث مبارکہ کو روایت کرتے ہیں۔ اس لیے علم حدیث کے بارے میں یہ دیکھا جاتا ہے کہ اس کے روایت کرنے والے معتمد، عادل، متقی اور اس کے اہل ہیں یا نہیں؟ چنانچہ حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں:

«إِنَّ هٰذَا الْعِلْمَ دِينٌ فَانْظُرُوا عَمَّنْ تَأْخُذُونَهُ»[21]

(بے شک یہ علم دین ہے، لہذا تحقیق کرو کہ تم کیسے آدمی سے اس حاصل کرتے ہو۔)

اسی طرح حضرت عقبہ بن عامرؓ نے وفات کے وقت اپنے بیٹوں کو چند باتوں کی خصوصی وصیت فرمائی ہے، ان میں سے ایک وصیت علم حدیث کے حصول کے بارے میں ہے، آپؓ نے فرمایا ہے:

لَا تَقْبَلُوا الْحَدِيثَ مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ إِلَّا مِنْ ثِقَةٍ[22]

(رسول اللہ ﷺ کے احادیث صرف ثقہ (معتمد) لوگوں سے حاصل کیا کرو)

سندِ حدیث کا آغاز وارتقاء:

The beginning and development of the hadith Certificate

سند کے بیان کا ذکر خود رسول اللہ ﷺ کے ارشادات میں ملتا ہے، آپ ﷺ بسا اوقات حضرت جبرئیلؑ یا اللہ تعالی کی طرف نسبت کرکے ارشاد فرماتے تھے۔ جیسے:

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: "قَالَ اللَّهُ: كُلُّ عَمَلِ ابْنِ آدَمَ لَهُ، إِلَّا الصِّيَامَ، فَإِنَّهُ لِي وَأَنَا أَجْزِي بِهِ، وَالصِّيَامُ جُنَّةٌ، وَإِذَا كَانَ يَوْمُ صَوْمِ أَحَدِكُمْ فَلَا يَرْفُثْ وَلَا يَصْخَبْ، فَإِنْ سَابَّهُ أَحَدٌ أَوْ قَاتَلَهُ، فَلْيَقُلْ إِنِّي امْرُؤٌ صَائِمٌ"[23]

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالی فرماتے ہیں کہ انسان کا ہر نیک عمل خود اسی کے لیے ہے مگر روزہ کہ وہ خاص میرے لیے ہے اور میں ہی اس کا بدلہ دوں گا اور روزہ گناہوں کی ایک ڈھال ہے، اگر کوئی روزے سے ہو تو اسے فحش گوئی نہ کرنی چاہیے اور نہ شور مچائے، اگر کوئی شخص اس کو گالی دے یا لڑنا چاہے تو اس کو جواب صرف یہ ہو کہ میں ایک روزہ دار آدمی ہوں۔

الف: حضرت ابو بکرؓ کی احتیاط: Caution of Hazrat Abu Bakr

سب سے پہلے جس شخصیت نے حدیث کو قبول کرنے میں احتیاط کی ہے وہ حضرت ابو بکر صدیقؓ ہیں۔ حافظ ذہبیؒ فرماتے ہیں: كَانَ أَوَّلُ مَنْ اِحْتَاطَ فِي قبُولِ الْأَخْبَار [24]

(حضرت ابو بکرؓ) سب سے پہلے آدمی ہے جنہوں نے قبولِ حدیث میں احتیاط کی ہے۔)

اس کی مثال حضرت ابو بکرؓ کے بارے میں حضرت قبیصہؓ بن ذویب کی روایت ہے کہ ایک خاتون اپنے پوتے کی میراث میں اپنا حصہ طلب کرنے حضرت ابو بکرؓ کی خدمت میں آئی، آپؓ نے فرمایا: قرآن کریم میں تو میں اس بارے میں کوئی حکم نہیں پاتا ہوں، حدیث رسول کے بارے میں لوگوں سے پوچھوں گا۔ پھر جب پوچھا تو حضرت مغیرہ بن شعبہؓ نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو سنا کہ آپ ﷺ نے دادی کو چھٹا حصہ دیا ہے۔ حضرت ابو بکرؓ نے فرمایا کہ آپ کے ساتھ اور کس نے یہ حدیث سنی ہے؟ اس پر حضرت محمد بن مسلمہؓ نے کھڑے ہو کر عرض کیا کہ: میں نے رسول اللہ ﷺ کو اسے چھٹا حصہ دیتے ہوئے دیکھا ہے۔ تب حضرت ابو بکرؓ نے حدیث کو قبول کرکے وراثت کے حکم کو جاری کر دیا۔[25]

ب: حضرت عمرؓ کی احتیاط: Caution of Hazrat Umar

ایک مرتبہ حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ حضرت عمر بن خطابؓ کے پاس آئے اور کہا: السلام علیکم، عبد اللہ بن قیس (حاضر ہوا) ہے، انھوں نے آنے کی اجازت نہ دی۔ انھوں نے پھر کہا: السلام علیکم، یہ ابو موسیٰ ہے، السلام علیکم، یہ اشعری ہے، اس کے بعد چلے گئے، حضرت عمرؓ نے کہا: ان کو میرے پاس واپس لاؤ۔ میرے پاس واپس لاؤ۔ وہ آئے تو حضرت عمرؓ نے کہا: ابو موسیٰ! آپ کو کس بات نے لوٹا دیا؟ ہم کام میں مشغول تھے۔ انھوں نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا، آپ نے فرمایا: "اجازت تین بار طلب کی جائے، اگر تم کو اجازت دے دی جائے (تو آجاؤ) ورنہ لوٹ جاؤ۔" حضرت عمرؓ نے کہا: یا تو آپ اس پر گواہ لائیں گے یا پھر میں یہ کروں گا تو حضرت ابو موسیٰؓ چلے گئے۔ حضرت عمرؓ نے کہا ابو موسیٰ کو گواہ مل گیا تو شام کو وہ تمھیں منبر کے پاس ملیں گے اور اگر ان کو گواہ نہیں ملا تو وہ تمھیں نہیں ملیں گے، جب حضرت عمرؓ شام کو آئے تو انھوں نے حضرت ابو موسیٰؓ کو موجود پایا، انھوں نے کہا ابو موسیٰ! کیا کہتے ہیں؟ آپ کو گواہ مل گیا؟ انھوں نے کہا: ہاں! ابی بن کعب ہیں انھوں (حضرت عمرؓ) نے کہا: وہ قابل اعتماد گواہ ہیں۔[26]

امام ذہبیؒ حضرت عمرؓ کے اس طرز عمل کے بارے میں فرماتے ہیں:

وَفِي ذٰلِكَ حَضٌّ عَلٰى تَكْثِيرِ طُرُقِ الحَدِيثِ لِكَيْ يَرْتَقِي عَنْ دَرَجَةِ الظَّنِّ إِلٰى دَرَجَةِ العِلْمِ۔[27]

(اور اس میں حدیث کے معاملے میں کثرتِ طرق کی ترغیب ہے تاکہ وہ ظن (گمان) کے درجے سے علم (یقین) کے درجے کی طرف ترقی کرے۔)

صحابہ کرامؓ کی احتیاط:Caution of the Companions

اسی طرح صحابہ کرام ﷺ ابتدا سے حدیث روایت کرنے میں بھی اور کسی اور سے حدیث لینے میں بھی احتیاط فرماتے تھے۔حضرت براء بن عازبؓ فرماتے ہیں کہ ہم (صحابہ) نے ہر حدیث خود رسول اللہ ﷺ سے نہیں سنی ہے،بلکہ بعض دفعہ ہم اپنے دیگر دنیوی امور میں مشغول ہوتے تو جو احادیث ہم سے رہ جاتے،یعنی ہم بذاتِ خود رسول اللہ ﷺ سے نہ سن پاتے تو اسے اپنے ان ساتھیوں سے طلب کرکے سنتے تھے جنہوں نے اسے رسول اللہ ﷺ سے اہتمام کے ساتھ سن کر محفوظ کیا ہوتا تھا۔صحابہ کرامؓ اس بارے میں پوری احتیاط اور سختی کرتے تھے،آپؓ فرماتے ہیں:وَكَانُوا يُشَدِّدُونَ عَلٰى مَنْ يَسْمَعُونَ مِنْهُ"[28]

(صحابہ کرامؓ ان لوگوں پر سختی کرتے تھے (یعنی پوری تحقیق کرتے تھے) جن سے احادیث سنتے تھے)

اسناد کی تحقیق:Document research

اسی طرح باقی صحابہ کرامؓ بھی احتیاط فرماتے تھے تاہم کبار صحابہؓ کے زمانے میں سند کا التزام واہتمام نسبتاً کم تھا،کیونکہ اس دور کے راوی صحابہ کرامؓ ہوتے تھے اور صحابہ کرامؓ سارے عادل اور سچے تھے،اَلصَّحَابَۃُ كُلُّهُمْ عُدُولٌ ایک مسلمہ ضابطہ تھا۔ایک دوسرے سے سند کا مطالبہ کم کرتے تھے،باہم اعتماد اور وثوق کا دور تھا۔صحابہ کرامؓ کے دور میں جھوٹ کا کوئی تصور نہیں تھا۔

اسناد کی تحقیق کیوں شروع ہوئی؟:Why did the Credentials Research begin

جب حضرت عثمان بن عفانؓ کے زمانۂ خلافت میں فتنہ شروع ہوا جس کے نتیجے میں آپؓ کی شہادت ہوئی تو اس وقت فتنہ پرور اور اہل بدعت کی طرف سے اندیشہ ہونے لگا کہ کہیں وہ احادیث میں گڑبڑ نہ کریں،اس وقت اسناد کے بارے میں پوچھ گچھ اور تحقیق شروع ہوئی۔علامہ ابن سیرینؒ فرماتے ہیں:

«كَانَ فِي زَمَنِ الْأَوَّلِ النَّاسُ لَا يَسْأَلُونَ عَنِ الْإِسْنَادِ حَتّٰى وَقَعَتِ الْفِتْنَةُ فَلَمَّا وَقَعَتِ الْفِتْنَةُ سَأَلُوا عَنِ الْإِسْنَادِ لِيُحَدَّثَ حَدِيثُ أَهْلِ السُّنَّةِ وَيُتْرَكَ حَدِيثُ أَهْلِ الْبِدْعَةِ»[29]

(ابتدائی دور میں لوگ سند کے بارے میں پوچھ گچھ نہیں کرتے تھے،یہاں تک فتنہ واقعہ ہوا،پھر جب فتنہ واقعہ ہوا تو پھر اسناد کے بارے میں پوچھ گچھ شروع ہوئی تاکہ اہل سنت کی احادیث کو بیان کی جائے اور اہل بدعت کی احادیث کو چھوڑا جائے۔)

اگے چل کر جب وضعِ حدیث (حدیث گھڑنے) کا فتنہ شروع ہوا تو سند کے ساتھ احادیث کو بیان کرنا ایک ضروری امر بن گیا،سند کے بغیر حدیث کو قبول نہ کیا جاتا تھا۔

حضرت عبداللہ ابن عباسؓ کا ارشاد:The guidance of Hazrat Abdullah Ibn Abbas

حضرت عبداللہ ابن عباسؓ کا ارشاد ہے:

«إِنَّاكُنَّانُحَدِّثُ عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ إِذْ لَمْ يَكُنْ يُكْذَبُ عَلَيْهِ،فَلَمَّارَكِبَ النَّاسُ الصَّعْبَ وَالذَّلُولَ، تَرَكْنَا الْحَدِيثَ عَنْهُ»[30]

(جب رسول اللہ ﷺ پر جھوٹ نہیں بولا جاتا تھا تو ہم رسول اللہ ﷺ سے احادیث بیان کرتے تھے،پھر جب لوگ (ہر) مشکل اور آسان سواری پر سوار ہونے لگے (یعنی بلا تمیز صحیح وضعیف روایات بیان کرنے لگے) تو ہم نے (براہ راست) آپ ﷺ سے حدیث بیان کرنا ترک کر دیا،(سند کا بیان ضروری ہے تاکہ صحیح وضعیف اور من گھڑت واپنی گھڑی ہوئی روایات کی تمیز ہو سکے۔)

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.7 No.3 2023

رفتہ رفتہ احادیث کے ساتھ سند کا التزام واہتمام بڑھتا گیا،بغیر سند کے حدیث کو قبول نہیں کیا جاتا تھا۔اور سند کے بارے میں تحقیق و تفتیش کی جانے لگی ۔صرف ان لوگوں کی احادیث قبول کی جاتی تھی جو قابل بھروسہ ،ضبط والے،عادل اور دیانت دار لوگ تھے۔

رواۃ کی درجہ بندی:Narrator classification

پھر جب سند کا سلسلہ آگے بڑھااور راویوں کی تعداد بڑھی، حضور ﷺ تک واسطے زیادہ ہوگئے تو محدثین کرام نے آسانی کے لیے راویوں کو مختلف طبقات اور درجات میں تقسیم کر دیا، کبار صحابہ سے صغار تبع تابعین تک راویوں کے بارہ طبقات مقرر کیے۔اس کا فائدہ یہ ہے جب راوی کا طبقہ معلوم ہو جائے تو اس سے پتہ چلتا ہے کہ اپنے سے اوپر کے طبقے سے اس کی روایت ممکن ہے یا نہیں۔

آگے بڑھ کر محدثین کرام نے سندِ حدیث ایک ایک راوی کی چھان بین کے لیے " علم اسماء الرجال " کی بنیاد ڈالی۔اس علم سے راویوں کی شخصیت، ان کے نام، کنیت ، نسبت، پیدائش ووفات، اساتذہ، تلامذہ، طبقے وغیرہ کی پہچان ہوتی ہے۔پھر اس راوی کی حیثیت جاننے اور یہ کہ وہ قابل قبول ہے یا نہیں؟ یہ جاننے کے لیے " علم جرح وتعدیل "کی بنیاد ڈالی۔[31]

سند کی اقسام:Types of certificate

راویوں کی قلت اور کثرت کے لحاظ سے سند کی دو قسمیں ہیں:(1)عالی سند۔(2)نازل سند

1-**سندِ عالی:** وہ ہے جس میں روایوں اور واسطوں کی تعداد کم ہوتی ہیں یعنی راوی اور رسول اللہ ﷺ کے درمیان واسطے کم ہوتے ہیں۔

2-**سندِ نازل:** ایسی سند ہے کہ جس میں راویوں کی تعداد زیادہ ہوتی ہے، یعنی راوی اور رسول اللہ ﷺ کے درمیان واسطے زیادہ ہوتے ہیں۔

اسلاف میں عالی سند کی طلب کی اہمیت:

The importance of seeking a higher degree among scholars

سند عالی اور نازل میں اگر کوئی ایک سند زیادہ قوی اور معتمد ہو تو وہی اعلیٰ ہوتی ہے چاہے وہ سندِ عالی ہو یا نازل، لیکن اگر دونوں کے راوی ثقہ ہوں اور قوت میں برابر ہوں تو پھر عالی سند، نازل کے مقابلے میں اعلیٰ ہوتی ہے۔اس وجہ سے صحابہ کرامؓ اور بعد کے سلف صالحین کا یہ طریقہ رہا ہے کہ وہ عالی سند(جس میں رسول اللہ ﷺ تک واسطے کم ہوں)کی تلاش کرتے تھے، اور اس کے لیے لمبے لمبے سفر کرتے تھے۔امام احمد بن حنبلؒ فرماتے ہیں:

طَلَبُ الْإِسْنَادِ الْعَالِي سُنَّةٌ عَمَّنْ سَلَفَ، لِأَنَّ أَصْحَابَ عَبْدِ اللَّهِ كَانُوا يَرْحَلُونَ مِنَ الْكُوفَةِ إِلَى الْمَدِينَةِ فَيَتَعَلَّمُونَ مِنْ عُمَرَ وَيَسْمَعُونَ مِنْهُ.[32]

(عالی سند کی تلاش سلف کی سنت ہے، کیونکہ عبد اللہ بن مسعودؓ کے شاگرد کوفہ سے مدینہ کی سفر کرتے تھے۔پھر وہ حضرت عمرؓ سے حدیث سن کر حاصل کرتے تھے۔)

امام حاکمؒ فرماتے ہیں:

فَأَمَّا طَلَبُ الْعَالِي مِنَ الْأَسَانِيدِ فَإِنَّهَا مَسْنُونَةٌ كَمَا ذَكَرْنَاهُ، وَقَدْ رَحَلَ فِي طَلَبِ الْإِسْنَادِ الْعَالِي غَيْرُ وَاحِدٍ مِنَ الصَّحَابَةِ "[33]

(جہاں تک عالی اسناد کا طلب کرنا ہے تو یہ مسنون(سنتِ صحابہ)ہے جیسا کہ ہم نے ذکر کیا ہے، عالی سند کی تلاش میں کئی صحابہؓ نے سفر کیے ہیں)

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.7 No.3 2023

سندِ حدیث کے رموز: Codes of Sanad Hadith

علوم الحدیث کی اس شاخ میں محدثین کرام عقلی بنیادوں پر بھی استدلال کرتے ہیں جس میں ایک پہلو سند کے اختصار اور جامعیت کا ہوتا ہے۔اس کے سبب ماہرینِ فن کو تمام سلسلہ سند،اس کی ثقاہت اور مضبوطی کا علم ہو جاتا ہے۔محدثین عظام کا طریقہ کار رہا ہے کہ وہ اپنی کتب حدیث میں احادیث مبارکہ کو لکھتے وقت سندِ حدیث میں کچھ رموز اور مختصرات کا ذکر کرتے ہیں۔حدیث کی ادائیگی کے الفاظ (حَدَّثَنَا،أَخْبَرَنَا) کو کبھی پورا لکھ دیتے ہیں اور کبھی اختصار کی غرض سے مختصر کر کے حَدَّثَنَا کو صرف ثَنَا یانَا اور أَخْبَرَنَا کو أَنَا لکھ دیتے ہیں۔

غَلَبَ عَلٰى كَتَبَةِ الحَدِيثِ الاِقْتِصَارُ عَلَى الرَّمْزِ فِي حَدثنَا وَأخبرنَا وشاع بِحَيْثُ لَا يخفى فيكتبون من حَدثنَا ثَنَا أَو نَا أَو دنا وَمن أخبرنَا أَنا۔[34]

(حدیث لکھنے والے حَدَّثَنَا اور أَخْبَرَنَا میں رموز پر اکتفاء کرتے ہیں،ان میں یہ عام رواج ہے کہ حَدَّثَنَا کی جگہ ثَنَا یہ نَا یادَنَا لکھتے ہیں،اور اَخْبَرَنَا کی جگہ أَنَا لکھ دیتے ہیں۔)

سندِ حدیث میں یہ الفاظ مکرر اور کثرت سے آتے ہیں،اس لیے مصنفینِ کتب حدیث نے اس میں اختصار کا طریقہ اپنایا ہے،جس سے مقصود آسانی ہے،یہ رموز ایک اکثر کتب حدیث میں استعمال ہوئے ہیں۔طالبِ حدیث کا ان سے واقف ہونا ضروری ہے۔

تحویلِ سند کے لیے "ح" کا استعمال:

اسی طرح محدثینِ عظام کا یہ طریقہ رہا ہے کہ جب ان کو ایک حدیث (متن) دو یا زیادہ سندوں کے ساتھ پہنچی ہو تو محدثین حدیث مبارکہ کو مکرر لانے کے بجائے ایک ہی جگہ متعدد سندوں کے ساتھ ذکر کرتے ہیں،اور ان متعدد اسناد کی نشاندہی اور ایک سند سے دوسری سند کی طرف پھیرنے کے لیے بطورِ رمز واشارہ کے حرف "ح" لکھ دیتے ہیں۔مقدمہ ابن صلاح میں ہیں:

وإذا كانَ لِلْحَدِيثِ إِسْنَادانِ أَوْ أَكْثَرُ، فإنَّهُمْ يَكْتُبونَ عندَ الانْتِقَالِ مِنْ إِسْنَادٍإلى إسْنادٍ، ما صُورَتُهُ ((ح))[35]

(اور جب ایک حدیث مبارکہ کی دو یا زیادہ سند ہو،تو محدثین ایک سند سے دوسری سند کی طرف انتقال کے وقت "ح" لکھتے ہیں۔)

اس "ح" کو تحویل کی "ح' کہا جاتا ہے۔اس سے محدث یہ بتاتے ہیں کہ اب تک ایک سند چل رہی تھی اس کے بعد اسی متن کی دوسری سند چل رہی ہے۔اور اس شیخ پر آکر دونوں سندیں مل جاتی ہے۔

تحویلِ سند کی مثال:

درج حدیث امام بخاریؒ کو دو شیوخ عبداللہ بن یوسفؒ اور اسماعیلؒ سے ملی ہے،اور ان دونوں کو حضرت مالکؒ سے ملی ہے۔یعنی اس حدیث کے دو سند ہیں ایک عبداللہ بن یوسف کے طریق سے اور دوسری اسماعیل کے راستے سے،اور مالکؒ پر جا کر دونوں سندیں مل جاتی ہے۔امام بخاریؒ نے دونوں سندوں کے ساتھ ایک متن یکجا روایت کی ہے۔

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ، أَخْبَرَنَا مَالِكٌ، ح وَحَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ، قَالَ: حَدَّثَنِي مَالِكٌ، عَنْ أَبِي الزِّنَادِ، عَنِ الأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، أَنَّهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «طَعَامُ الِاثْنَيْنِ كَافِي الثَّلاَثَةِ، وَطَعَامُ الثَّلاَثَةِ كَافِي الأَرْبَعَةِ»[36]

(ہم سے عبد اللہ بن یوسف نے بیان کیا،وہ کہتے ہیں کہ ہمیں مالک نے خبر دی "ح" اور ہم سے اسماعیل نے بیان کیا انہوں نے کہا ہے کہ مجھے سے مالک نے بیان کیا، انہوں نے ابی زناد سے روایت کیا ہے، انہوں نے اعرج سے روایت کیا ہے، انہوں نے حضرت ابوہریرہؓ سے روایت کیا ہے، وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے: دو آدمیوں کا کھانا ایک کے لیے کافی ہو جاتا ہے، اور تین آدمیوں کا کھانا چار آدمیوں کے لیے کافی ہو جاتا ہے۔)

اس سندِ حدیث میں امام بخاریؒ اَخبرَنا مالِک کے بعد "ح" لکھ کر تحویل سند کا اشارہ دے رہے ہیں کہ مالکؒ تک ایک سند مکمل ہو گئی اب دوسری سند یہاں سے شروع ہو رہی ہے۔ "ح" اس لیے لکھا جاتا ہے تاکہ پڑھنے والا یہ نہ سمجھے کہ سند میں کوئی راوی ساقط ہے، یا وہ دو سندوں کو ایک سند بنا کر نہ پڑھے۔ علامہ ابن صلاحؒ فرماتے ہیں:

لِئَلاَّ يُتَوَهَّمَ أنَّ حديثَ هذا الإسْنادِ سَقَطَ، ولِئَلاَّ يُرَكَّبَ الإسْنادُ الثاني عَلَى الإسْنادِ الأوَّلِ فَيُجْعَلا إسْناداً واحِداً.[37]

(تاکہ کسی کو یہ وہم نہ ہو جائے کہ اس سند میں سقوط ہے، یا دوسری سند کو پہلی سند سے ملا کر ایک سند نہ بنا دی جائے۔)

اس "ح" کے بارے میں علماء کی آراء مختلف کو بعض علماء اسے "صحّ" کی رمز قرار دیتے ہیں، کوئی اس کی تلفظ "الحدیث" سے کرتے ہیں۔ بعض "التحویل" کرتے ہیں۔ لیکن راجح بات یہ ہے کہ جب حدیث بیان کرتے وقت اس پر پہنچے تو "حا" پڑھ کر آگے سند پڑھتا جائے۔ تدریب الراوی میں ہے:

وَالْمُخْتَارُ أَنْ يَقُولَ حَا، وَيَمُرَّ.[38] (راجح بات یہ ہے کہ "حا" کہہ کر گزر جائے۔)

ہمارے ہاں برصغیر پاک و ہند میں یہی طریقہ رائج ہے، اور ہمارے ہاں اسے تحویل سند ہی کی علامت یا اشارہ سمجھا جاتا ہے۔

خلاصہ بحث: Summary Discussion

اس امت نے اسوۂ نبوی کو علمی اور عقلی بنیادوں پر سائنسی انداز سے منظم کر کے دنیا کے سامنے رکھ دیا ہے۔ اس سے ہمیں صدیوں کے فاصلے پر راویانِ حدیث کی زندگی کی اہم تفصیلات تک معلوم ہو جاتی ہیں۔ یہ تمام تر تفصیلات (Bio Data) علوم الحدیث کی کتب میں موجود ہیں۔

اصطلاح میں سند متن تک پہنچنے والے راستے کو کہا جاتا ہے اور یہ راستہ اس کو بیان کرنے والے راوی ہیں۔ اصطلاح میں متن اس کلام (بات) کو کہا جاتا ہے جس کی طرف سند پہنچتی ہے

امتِ مسلمہ نے ابتداء ہی سے حدیث کے بارے میں احتیاط کی ہے، حضرت ابو بکرؓ و حضرت عمرؓ اس احتیاط پر عامل رہے، اور حضرت عثمانؓ کے عہد خلافت سے اس معاملہ میں بہت سختی کی گئی، اور سند کے بغیر حدیث کو قبول نہ کیا جاتا تھا۔ اس کی خوب تحقیق کی جاتی تھی۔ عالی سند کا حصول باعث برکت اور محمود چیز ہے اور نبی سے محبت کی علامت ہے، یہ صحابہ کرامؓ اور دیگر سلف کی سنت ہے۔

محدثین نے اس سلسلہ سند میں یہاں تک احتیاطیں کیں ہے کہ اگر ایک محدث کے پاس ایک حدیث دو سندوں کے ساتھ پہنچی ہو تو وہ اپنی کتاب میں دونوں سندوں کو یکجا کر کے متن سمیت ایک جگہ لکھتے ہیں اور اشارے کے طور پر "ح" لکھتے ہیں۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ فن اپنی مضبوط علمی عقلی بنیادوں پر مستحکم ہے۔ اور علمی دنیا کے سامنے استدلال اور (Data Sceince) کے ذریعے بھی اپنے حقائق کو پیش کر کے ارشاداتِ رسول کی حقانیت اور محفوظیت کو ثابت کرتا ہے۔

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.7 No.3 2023

[1] - مولاناوحید الزمان خان قاسمی، کیرانوی، قاموس الوحید،ادارہ اسلامیات،کراچی ،ص808۔
محمد بن مكرم ، ابن منظور الإفريقى (711هـ)، لسان العرب، دار صادر – بيروت،1414 هـ:ج3،ص121

[2]- محمد بن مكرم ، ابن منظور الإفريقى (المتوفى: 711هـ)، لسان العرب، دار صادر – بيروت،1414 هـ

[3] - زين الدين محمد المدعو بعبد الرؤوف ، القاهري (المتوفى: 1031هـ)، اليواقيت والدرر شرح شرح نخبة الفكر، مكتبة الرشد – الرياض،1999م ،ج1ص236

[4] - ابن حجر العسقلاني، أبو الفضل أحمد بن علي (المتوفى: 852هـ) ،شرح نخبۃ الفکر ،ص159

[5] - شرح نخبۃ الفکرللقاری،ص543

[6] - محمد اديب صالح،لمحات فی اصول الحدیث،المکتب الاسلامی،ص12

[7] - شرخ نخبۃ الفکر،ص617

[8] - ابن عساکر، ابوالقاسم،علی بن الحسین،المتوفی571ھ،تاریخ دمشق ،دارالفکر،بیروت ،ج38ص30

[9] - أبو عبد الله الحاكم محمد بن عبد الله ، النيسابوري (المتوفى: 405هـ)، معرفة علوم الحديث للحاکم،دار الكتب العلمية – بيروت،1977م ،ص6

[10] - القاموس الوحید،ص1521

[11] - أَمَّا الْمَتْنُ: فَهُوَ مَا اِنْتَهٰى إِلَيْهِ السَّنَدُ مِنَ الْكَلَامِ أَيْ أَنَّهُ الْمَرْوِيُّ مِنْ اَلْفَاظِ الْحَدِيْثِ الَّتِي تَتَقَوَّمُ بِها الْمَعَانِي وَهُنَا أَيْضًا يَبْدُوْ لَنَا الْإِرْتِبَاطُ بِالْمَعْنَى اللُّغَوِيِّ، فَفِي اللُّغَةِ اَلْمَتْنُ مِنَ الْأَرْضِ مَا صَلَبَ وَارْتَفَعَ وَالْمَتْنُ: اَلظَّهْرُ، وَيطْلُقُهُ بَعْضُهُمْ وَيُرِيْدُ بِهٖ مَا يَكْتَنِفُ الصُّلْبُ مِنَ الْعَصْبِ وَاللَّحْمِ فَهُمَا مَتْنَانِ عَنْ يَمِيْنٍ وَشِمَالٍ فَالْإِرْتِبَاطُ اِرْتِبَاطُ تَقْوِيَةٍ لِأَنَّ مُسْنَدَ اَلْحَدِيْثِ يَقْوِي الْمَتْنَ بِالسَّنَدِ وَيَرْفَعُهُ إِلَى قَائِلِهِ، أَوِ الْمُبَاعِدَةِ فِي الْغَايَةِ؛ لِأَنَّ الْمَتْنَ غَايَةُ السَّنَدِ۔
فِي ضَوْءِ ذٰلِكَ تَرَى أَنَّ نَصَّ الْحَدِيْثِ إِنَّمَا سُمِّيَ مَتْنًا لِمَا أَنَّهُ الْمَقْصُوْدَةُ بِالنَّقْلِ الَّذِيْ قَامَ بِهِ الرُّوَاةُ، وَأَنَّهُ الْمَوْرِدُ الَّذِيْ يَكُوْنُ مُعْتَمَدُ البَاحِثِيْنَ فِي أَخْذِ الْأَحْكَامِ. هُوَ النَّاحِيَةُ.
وَهٰكَذَا يَتَّضِحُ كَيْفَ أَنَّ سِلْسِلَةُ الرُّوَاةِ هِيَ السَّنَدُ، وَنَصُّ الْحَدِيْثِ الَّذِيْ كَانَ السَّنَدُ طَرِيْقَ الْوُصُوْلِ إِلَيْهِ هُوَ الْمَتْنُ، وَالْعَلَاقَةُ بِالْمَعْنَى اللُّغَوِيِّ وَاضِحَةٌ فِي كِلَيْهِمَا۔لمحات فی اصول الحدیث،ص12

[12] - شرح نخبۃ الفکرللقاری،ص543

[13] - بخاری،امام،محمدبن اسماعیل (م:256ھ)،الجامع الصحیح، دار طوق النجاۃ ، بَابُ النِّيَّةِ فِي الأَيْمَانِ،حدیث نمبر:6689

[14] - عبد الكريم بن محمد بن منصور التميمي السمعاني المروزي، أبو سعد (المتوفى: 562هـ)، ادب الاملا والاستملاء،دار الكتب العلمية – بيروت، 1981 ،ص4

[15] - أبو عبد الله الحاكم محمد بن عبد الله ، النيسابوري (المتوفى: 405هـ)، معرفة علوم الحديث للحاکم،دار الكتب العلمية – بيروت،1977م،ص6

[16] - عبد الكريم بن محمد بن منصور التميمي السمعاني المروزي، أبو سعد (المتوفى: 562هـ)، ادب الاملا والاستملاء،دار الكتب العلمية – بيروت،1981،ص8

[17] - معرفة علوم الحديث للحاکم،ص6

[18] - سورۃ حجرات،آیت:6

[19] - ابو داؤد،سلیمان بن الأشعث ، الأزدي ،المتوفى 275هـ،السنن،المكتبة العصرية،صيدا،بيروت، باب بَابٌ فِي التَّشْدِيدِ فِي الْكَذِبِ،حدیث نمبر:4995

[20] - عبد الرحمن بن أحمد ، الحنبلي (795هـ)، شرح علل الترمذي،مكتبة المنار الزرقاء – ، 1987م ،ص360

[21] - أحمد بن علي بالخطيب البغدادي (463هـ)، الجامع لاخلاق الراوى وآداب السامع للخطيب،مكتبة المعارف – الرياض ،ج1ص129

[22] - الطبرانی،اسلیمان بن أحمد 971ھ، معجم الکبیر ،مكتبة ابن تيميه،صفة عبقة واخباره،حدیث نمبر:737

[23] - صحیح بخاری، بَابٌ: هَلْ يَقُولُ إِنِّي صَائِمٌ إِذَا شُتِمَ،حدیث نمبر:1904

[24] - طاهر بن صالح (أو محمد صالح) الجزائري، ثم الدمشقيّ (المتوفى: 1338هـ) ،توجيه النظر الى اصول اهل الاثر، مكتبة المطبوعات الإسلامية – حلب،1995م ،1ص60

[25] - ترمذی،ابوعیسیٰ،محمد بن عيسى بن سَوْرة ،المتوفى279هـ ، الجامع،دارالغرب الاسلامی،بیروت ،بَابُ مَا جَاءَ فِي مِيرَاثِ الجَدَّةِ،حدیث نمبر:2100

[26] - مسلم،ابو الحسین مسلم بن الحجاج بن مسلم، النیسابوری،الجامع الصحیح،داراحیاء التراث العربی،بیروت ، باب الاستیذان،حدیث نمبر:5633

[27] - ذہبی، علامہ، ابوعبداللہ، محمد بن عثمان،748ھ،تذکرۃ الحفاظ،دار الکتب العلمیۃ بیروت ،ج1ص11

[28] - معرفة علوم الحديث للحاكم،ص14

[29] - أحمد بن علي ، الخطيب البغدادي (463ه)، الكفاية في علم الرواية،المكتبة العلمية - المدينة المنورة ،ص122

[30] - صحیح مسلم، بَابٌ فِي الضُّعَفَاءِ وَالْكَذَّابِينَ وَمَنْ يُرْغَبُ عَنْ حَدِيثِهِمْ،حدیث نمبر:7

[31] - محاضراتِ حدیث،ڈاکٹر محمود احمدغازی،ص183-223

[32] - سیوطی، عبد الرحمن بن أبي بكر(المتوفى: 911هـ)، تدریب الراوی، دار طيبة ،ص605

[33] - معرفة علوم الحديث للحاكم،ص6

[34] - ابو عبد الله، محمد بن إبراهيم ، بدر الدين (المتوفى: 733هـ)، المنهل الروي في مختصر علوم الحديث النبوي، دار الفكر – دمشق، 1406ه ،ص96

[35] - حافظ تقی الدین عثمان (م 643ھ) مقدمۃابن صلاح،ص:312

[36] -صحیح بخاری، بَابٌ: طَعَامُ الوَاحِدِ يَكْفِي الِاثْنَيْنِ،حدیث نمبر:5392

[37] - مقدمۃ ابن صلاح،ص:312

[38] -تدریب الراوی،ص519